1946ء کی تحریک "کشمیر چھوڑ دو"
نہرو اور قائد اعظم کے بیانات کے تناظر میں

محمد سرور عباسی

جنگ عظیم دوم کے بعد برصغیر کی سیاست بڑے نازک دور سے گزر رہی تھی اور برطانوی اقتدار کا سورج اس خطہء ارضی سے غروب ہو رہا تھا- اس پس منظر میں 19 فروری 1946ء کو برطانوی حکومت نے اعلان کیا کہ ایک خاص مشن ہندوستان بھیجا جائے گا جومختلف سیاسی پارٹیوں کے ساتھ مزاکرات کے ذریعے ہندوستان کے آئینی مستقبل کا حل تلاش کریگا- یہ وفد جسے کیبنٹ مشن کا نام دیا گیا، 24 مارچ کو نئی دہلی پہنچا- شیخ محمد عبداللہ نے کشمیر کی آزادی کا مطالبہ ایک یادداشت کی صورت میں مرتب کرکے وفد کے پاس بھیجا، جس میں انہوں نے من جملہ اور باتوں کے لکھا کہ ہم کشمیر میں ایک ایسی حکومت چاھتے ھیں جس پر عوام کو اعتماد ہو- ڈوگرہ خاندان کو کشمیر پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں- 1846ء کا عھدنامہ امرتسر ایک معاھدہ نہیں، درحقیقت ایک بیع نامہ ھے- اس یادداشت کا اھم اقتباس حسب ذیل تھا:

> آج کشمیری عوام کا مطالبہ محض ذمہ دار حکومت کا قیام ھی نہیں بلکہ ڈوگرہ خاندان کی مطلق العنان حکومت سے کامل آزادی حاصل کرنا ھے... کوئی بیع نامہ کتنا ھی سخت کیوں نہ بنایا جائے ... ایسا نہیں ہو سکتا ھے کہ 40 لاکھ مرد اور عورت کو ایک ایسے مطلق العنان شخص کی غلامی کے سپرد کر دے کہ جسکے ماتحت وہ ایک منٹ بھی رہنا گوارہ کرنے کے لئے تیارنہ ھوں- ھم کشمیری عوام اپنی قسمت کو خود تعمیر کرنے کا تھیہ کر چکے ھیں اور ھم وزارتی مشن کے ممبران سے اپیل کرتے ھیں کہ وہ ھمارے بلند مقصد کی سچائی اور اس کی پائیداری کو تسلیم کریں[1]-

کیبنٹ مشن کی تجاویز کا اعلان ھوا تو ان میں ریاستی عوام کی آزادی کا کوئی ذکر نہ تھا بلکہ حکمرانوں کو اپنی ریاستوں میں خود مختاری

دی گئی تھی - انہی دنوں شیخ محمد عبداللہ نے مہاراجہ اور اس کے خاندان کے خلاف ایک تحریک شروع کر رکھی تھی- ذیل میں سرکاری رپورٹوں کے مطابق ان تقریروں کے اقتباسات[2] درج کیے جاتے ہیں جو اس دوران شیخ صاحب نے سرینگر اور وادی کے دوسرے شہروں میں کیں:

1- ہندوستان کے تین حصے براہ راست انگریزوں کے غلام ہیں اور 1/4 حصّہ ان ڈائرکٹ انگریزوں کے ماتحت ہے- اس حصہ میں دس کروڑ انسان غلامی کی زندگی بسر کرتے ہیں- اس بدقسمت حصہ میں کشمیر بھی ہے- اس میں چالیس لاکھ انسان ڈوگرہ راج کے تلے مصیبت میں پڑے ہیں -اس وقت ہر آدمی کو آزادی کا حق حاصل ہے- کشمیر کے چالیس لاکھ آدمی ڈوگروں کی غلامی میں کسطرح رہینگے؟ (10 مئی 1946ء)-

2- ایک حقیر رقم میں ایک بنئیے کو یہ ملک بیچ ڈالا گیا- ہم روپیہ جمع کرینگے اور اس کو کہیں گے کہ کسی گاؤں میں چلے جاؤ اور یہ جگہ خالی کرو- (10 مئی 1946ء)-

3- اس بیعنامہ نے ہماری قوم کو تباہ کردیا ہے- لہذا آپ کہیں کہ "کشمیر چھوڑ دو، بیعنامہ کو توڑ دو" - ہمارا حق ہے کہ ڈوگرہ شاہی حکومت سے آزادی کا حق حاصل کریں- (10 مئی 1946ء)

4- مہاراجہ گلاب سنگھ کے وارثوں کا اس ملک میں کوئی حق نہیں ہے- ہم انگریزوں سے کہنا چاہتے ہیں کہ مہاراجہ ہری سنگھ کو اس ملک میں راج کرنے کا کوئی حق نہیں ہے- ایک تھوک فرش نے ہمیں خریدا اور پرچون فروشوں میں تقسیم کرتا ہے ۔ (12 مئی 1946ء)-

5- آپ کا فرض ہے کہ اپنی تحریک کو ایک مقصد پر رکھیں- آپ پر فرض ہے کہ ڈوگرہ شاہی راج کو ختم کریں- آپ کا فرض ہے کہ سب کو دعوت دیں اور کہیں کہ ہمیں ڈوگرہ شاہی حکومت سے آزادی حاصل کرنی ہے خواہ اس میں آپکی جان، دولت ، مکان تباہ ہو جائیں- اس سے زیادہ اچھا وقت اور کوئی نہیں کہ ڈوگرہ شاہی کو ختم کر دیں- (13 مئی1946ء)

6- آج تک مختلف طریقوں سے میری آواز دبانے کی کوشش کی گئی- میں نے

یہاں کے مہاراجہ هري سنگھ سے انتہائی عقیدت دکھائی اور کہا کہ آپ صرف کروڑوں روپیہ عیش و عشرت میں خرچ کرتے ھیں- اس رقم سے غریبوں کي حالت بہتر بناتے تو اچھا تھا مگر جوں جوں میں کہتا گیا توں توں ھم پر ظلم روا رکھا گیا- (14 مئی 1946ء)

7- ھم اس ملک کے تیس لاکھ آدمی جائیداد وغیرہ سمیت 75 لاکھ روپیہ میں بیچے گئے- جب ایسا کیا گیا تو ھم سے ایسا سلوک کیا گیا جو ایک جانور سے کیا جاتا ھے- بیگار میں لوگ لیے جاتے تھے جو بے کفن مر جاتے تھے- اس ظلم ھی سے یہاں کے لوگ باھر بھاگ گئے ۔ (14 مئی 1946ء)

8- میں نے اچھی طرح یہ محسوس کیا ھے کہ یہاں پر ھم تب تک آرام سے نہیں بیٹھیں گے جب تک ڈوگرہ شاھی کا خاتمہ نہ ھو- اب اس پیغام میں ایک مد باقی ھے کہ مہاراجہ کا سیاسی اقتدار بھی ختم ھو- (14مئی 1946ء)-

9- نیشنل کانفرنس کا یہ پروگرام ھے کہ ڈوگرہ شاھی کا خاتمہ ھو جانا چاھیے اور اس ملک کی حکومت یہاں کے لوگوں کے ھاتھوں میں منتقل ھونی چاھیے -(14مئی 1946ء)-

10- اس ملک میں آپ کو راج کرنے کا کوئی حق نہیں ھے- سو سال کی مفلوک الحالی کے بعد ھم یہ کہتے ھیں کہ وہ راج ھم نے کبھی قبول نہیں کیا نہ کرینگے- اس حق کیلئے ھمیں انتہائی قربانی دینی ھوگی- سو سال کے بعد ایک سال بھی ڈوگرہ شاھی کے غلام بن کر نہیں رھینگے- جب تک ھم اس غلامی سے آزاد نہیں ھونگے تب تک ھم چین سے نہیں بیٹھیں گے - (14 مئی 1946ء)-

11- آپ تیاریاں کریں- آپ اس آواز کے پیامبر ھیں کہ غلامی کی زنجیروں اور ڈوگرہ شاھی حکومت کو ختم کر دیں ۔ (14 مئی 1946ء)-

12- ریاستی ھندو، سکھ مسلم کیا چاھتے ھیں- وہ غلام در غلام زندگی سے نجات چاھتے ھیں- راجوں، مہاراجوں کی عیش پرستی کے مزید شکار

نہیں ہونا چاہئے ۔ چالیس لاکھ آدمی ایک آدمی کی عیش پرستی کا شکار ہو رہے ہیں- (16 مئی 1946ء)-

13- میں ان ہندوؤں سے جو ڈوگرہ راج کی جےپکارتے ہیں، کہتا ہوں کہ ڈوگرہ راج کی بنیاد کیا ہے- اسکی بنیاد شرمناک غداری ہے- میں آج 1946ء میں اس شرمناک غداری کا انتقام مہاراجہ گلاب سنگھ اور اسکے وارثوں سے لونگا- (16 مئی 1946ء)-

14- وقت آئیگا کہ جب کشمیر کی قبروں سے مردے کفن پھاڑ کر نکلیں گے اور کہیں گے کہ ڈوگرہ راج مردہ باد - "کشمیر چھوڑ دو"- کوئی طاقت، سازش اس قوم کو غلام نہیں رکھ سکتی ۔ (16 مئی 1946 ء) -

15- کشمیر کی آزادی کا فیصلہ ہمیں اپنے خون سے کرنا ہے- بغاوت غلام کا حق ہے ۔ ہم سو سال بعد اس ڈوگرہ راج کو ختم کر دینگے- جنگ کا بگل بجا نہیں کسی وقت بجے گا- اس شرمناک غداری کا انتقام لو - (مئی 1946 ء)-

16- یہ لڑائی 1946ء میں ہمیں اس شرمناک غداری کے ساتھ ہے جسکا انتقام لینا ہے- لوگوں کو اس جنگ میں شریک ہونے کی تلقین کرو- لوگوں کے خون اور پسینے کی کمائی جو لوگ کتوں اور گھوڑوں پر خرچ کرتے ہیں وہ ظالم سے بھی بدتر ہیں- انکےپھندے سے چھوٹنا ہر ایک آدمی کا فرض ہے ۔ (16 مئی 1946ء)-

ان تقریروں کا صاف مطلب یہ تھا کہ آل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس کا سرکاری زاویہء نگاہ یعنی مہاراجہ کے زیر سایہ ذمہ دار حکومت کا قیام بدل گیا تھا اور معاہدہء امرتسر کے خلاف بغاوت کا علم بلند کر کے وہ ڈوگرہ خاندان کی حکومت کا مکمل خاتمہ چاہتی تھی- شیخ محمد عبداللہ کی یہ جدوجہد آل انڈیا کانگرس کی سیاسی فکر کے منافی تھی کیونکہ وہ حکمرانوں کے زیر سایہ ریاستوں میں ذمہ دار حکومتوں کے قیام کی حامی تھی- صورتحال کی نزاکت کا اندازہ کر کے پنڈت جواہر لعل نہرو نے شیخ صاحب کو اپنے پاس بلایا لیکن 20 مئی کو جبکہ وہ کشمیر سے دہلی جا رہے تھے انہیں گڑھی دوپٹہ کے نزدیک

گرفتار کر لیا گیا- اسی روز نیشنل کانفرنس کے تین سو کارکن بھی گرفتار کر لئے گئے-[3] ان گرفتاریوں سے ریاست میں ایک زبردست سیاسی بحران پیدا ہو گیا اور یہیں سے "کشمیر چھوڑ دو" کی تحریک کا آغاز ہوا- نیشنل کانفرنس کے کار کنوں کی گرفتاریوں سے پہلے ہی سرینگر میں فوج نے گشت شروع کردی تھی اور جا بجا فوجی پہرے بٹھا دیئے گئے تھے۔[4] اسکے باوجود کانگرس کی چلائی ہوئی " ھندوستان چھوڑ دو" تحریک کی طرز پر نیشنل کانفرنس کے حامیوں نے سول نافرمانی شروع کردی - 21 مئی کو حکومت نے حسب ذیل بیان جاری کیا-

شیخ محمد عبداللہ اور انکے کئی ساتھی گزشتہ دو ھفتوں کی مختلف تقریروں کیوجہ سے گرفتار کر لیے گئے ھیں- ان تقریروں میں عوام کو انگیخت کی گئ تھی کہ وہ موجودہ حکومت کو تباہ کر دیں- ھزھائنیس کی وفاداری ترک کردیں اور انہیں مجبور کریں کہ وہ کشمیر چھوڑ کر چلے جائیں- مہاراجہ اور انکے خاندان کے خلاف ناقابل ذکر سوقیانہ حملے کیے گئے- ریاست کی حکومت کو فرائض بجا لانے کے ناقابل بنانے کیلئے ریاست گیر پیمانے پر تیاریاں کی گئیں تھیں- مقامی پولیس کی امداد کیلئے فوج بلائی گئی- 21 مئی کو عوام نے فوج کے گشتی دستوں پر پتھراؤ کیا جسکی وجہ سے کئی اشخاص زخمی ہوئے- ان میں ریاست کا ایک افسر بھی شامل ھے- فوج نے حفاظت خود اختیاری کیلئے گولی چلائی جس سے ایک آدمی ہلاک ھو گیا- ھجوم نے کئی جگہ سڑکوں پر آمد و رفت روکنے کیلئے رکاوٹیں پیدا کیں اور پل اڑانے کی کوشش کی - کئی پلوں کو نقصان پہنچایا- کرفیو آرڈر جاری کر دیا گیا- جلسوں، جلوسوں اور پتھر وغیرہ جمع کرنے کی ممانعت کر دی گئی ان کا ذخیرہ پہلے سے ھو تو اسکی اطلاع قریب ترین سٹیشن آفیسر کو کی جائے[5]-

23 مئی کو اننت ناگ (اسلام آباد) میں ایک جلوس نکالا گیا- جلوس نے، جس میں عورتوں کی ایک بڑی تعداد شامل تھی ، پولیس کا حلقہ توڑ دیا اور سنگ باری کی- پولیس کے بہت سے آدمی زخمی ہوئے اور ایک مجسٹریٹ بے ھوش ھوگیا- پولیس کی مدد کیلئے فوج بلائی گئی لیکن اسکے باوجود ھجوم کے جوش و خروش میں کوئی نرمی نہ آئی- جلوس نے فوج پر حملہ کر دیا- فوج نے مزید کمک منگوائی اور گولی بھی چلائی جس سے

ایک عورت ہلاک اور چھ اشخاص زخمی ہوئے اور ہجوم منتشر ہو گیا[6]- پامپور میں بہت سے لوگ گرفتار کئے گئے- ایک ہجوم نے ان کو رہا کرانے کیلئے پولیس چوکی پر حملہ کردیا- ہجوم پر گولی چلائی گئی جس سے دو اشخاص ہلاک اور ایک زخمی ہوا[7]-

حکومت نے نہایت سختی سے تحریک کو کچل دینے کے اقدامات کیے- 27 مئی کو ریاستی وزیراعظم پنڈت رام چندرا کاک نے "ہندوستان ٹائمز" کے نامہ نگار کو بتایا:

> ہم گیارہ مہینے سے تیاری کر رہے تھے- اب ہم اس چیلنج کو قبول کرتے ہیں جو ہمیں دیا گیا ہے- اب ہم گو مگو اور کمزور پالیسی ہر گز اختیار نہیں کریں گے- ہم نہایت استقامت سے ثابت قدم رہینگے اور اپنے کسی فعل کیلئے معذرت نہ کرینگے[8]-

لطف کی بات یہ ہے کہ کاک کو وزیراعظم بنے صرف گیارہ ماہ ہوئے تھے اور اس عہدہ پر فائزہوتے ہی اس نے کشمیریوں کی آزادی کی ہر خواہش کو کچلنے کا ارادہ کر لیا تھا- 27 مئی کو ہندوستان ٹائمز کے نامہ نگار نے سرینگر سے یہ اطلاع دی کہ شہر جنگ کا منظر پیش کرتا ہے- لوگ جنگ عظیم کے تجربہ کار سپاہیوں کی گولیوں کا پتھروں سے مقابلہ کرتے ہیں[9]- اسی نامہ نگار نے سرکاری ذرائع کی تصدیق کے بعد 29 مئی کو لکھا کہ بعض نعشیں وارثوں کو اطلاع دیئے بغیر دفن کی گئی ہیں[10]- جنوبی افریقہ کیلئے ہندوستانی وفد کے ایک ممبر مسٹر شرما نے جو ان دنوں سرینگر میں تھا، سورت میں 5 جون کو ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمایندے کو بتایا کہ شیخ محمد عبد اللہ کی گرفتاری کے بعد کشمیر میں وہ حالات پیدا ہو گئے تھے جنکی مثال جرمنی کا ہٹلر ہی بہم پہنچا سکتا ہے- فوج نے بےپناہ مظالم ڈھائے- بےگناہ عورتوں کو سنگینوں سے ڈرا کر مہاراجہ کی جے پکارنے پر مجبور کیا گیا[11]- ایک انگریزی خبر رساں ایجنسی "گلوب" کے نمایندے نے شیخ محمد عبداللہ کی گرفتاری کے بعد 23 مئی تک کے واقعات پر اپنے آنکھوں دیکھے مشاہدات کی ایک تفصیلی رپورٹ لکھی جس میں بتایا گیا کہ سرینگر کے اہم

ناکوں پر فوج اور پولیس کے پہرے بٹھا دئیے گئے ھیں- مسلح دستوں کی کارروائیوں کو مربوط کرنے کیلئے ایک اوپریشنل ھیڈ کوارٹر قائم کیا گیا تھا- درجنوں موٹر سائیکل سوار اس ھیڈ کوارٹر کے سامنے موجود رھتے تاکہ ٹیلی فون سسٹم کے ناکارہ ھو جانے کی صورت میں پیغام رسانی کے کام میں لائے جاسکیں- فوجیوں کو فولادی ٹوپیاں پہنائی گئیں- افسر اور مجسٹریٹ پستولوں سے مسلح تھے- راہ گیروں کو ایک ایک کی قطار میں اور مہاراجہ کی جے کے نعرے لگاتے ہوئے چلنے کا حکم دیا گیا تھا- انکار یا لیت ولعل کرنے والوں کو بندوقوں کے کندوں سے پیٹا جاتا- انکی پیٹھ پر سنگینوں کی نوک چبھو کر انھیں مذکورہ بالا احکام کی تعمیل پر مجبور کیا جاتا تھا- اسکے بعد لوگوں کو ایک ٹانگ پر لنگڑوں کی طرح چلنے اور مہاراجہ کی جے پکارنے کاحکم دیا گیا- کئی آدمیوں کو گھٹنوں کے بل چلنے پر مجبور کیا گیا- بوڑھوں اور معزز شہریوں کو ذلیل کرنے کیلئے پیٹ کے بل رینگنے پر مجبور کیا جاتا تھا- دوکانیں لوٹی گئیں- پھل اور سگریٹ بیچنے والوں کا مال چھین لیا گیا- ایک بوڑھے سگریٹ فروش کو گورکھا فوجیوں نے دوکان سے باھر گھسیٹ کر سڑک پر اوندھے لٹا کر بندوق کے کندے سے اسقدر پیٹا کہ وہ بےھوش ھو گیا اور دوسرے روز اسکی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی- 48 گھنٹے تک شہر میں دھشت چھائی رھی- تمام دوکانیں اور بازار بند رھے- لوگ خوف کے مارے گھروں میں چھپے ھوئے تھے- وکیلوں کو خندقیں بھرنے اور سڑکیں صاف کرنے پر مجبور کیا گیا- تمام تعلیمی اداروں میں ھُو کا عالم تھا [12] ممتاز شاعر ابوالاثر حفیظ جالندھری نے ڈوگرہ فوج کو نہتے مسلمانوں پر ظلم توڑتے دیکھا تو انہوں نے منجملہ اور باتوں کے بیان کیا کہ ایک عورت کو جسکی گود میں شیر خوار بچہ اور سر پر پکے ھوئے چاولوں کی ھنڈیا تھی، فوجیوں نے ایک پاؤں پر چلنے کا حکم دیا- بچہ عورت کے ھاتھ سے گرنے لگا تو اسنے ھنڈیا چھوڑ دی، بچہ بھی گر گیا اور ھنڈیا بھی- فوجیوں نے عورت کو دھکا دیکر زمیں پر گرا دیا اور اسکی آہ و زاری پر قہقہے لگائے- انہوں نے ایک جوان مسلمان عورت کو ننگا کر کے زمین پر گھسیٹا [13]- تحصیل بڈگام

میں خان صاحب کے میلہ کے روز نیشنل کانفرنس کے کارکنوں نے تقریریں کیں- حکومت نے تحصیل کے چند گاؤں میں فوجی دستے بھیج دیئے- روزنامہ **ہمدرد** نے 18 جولائی کی اشاعت میں "بڈگام میں فوجیوں کی زیادتیاں" کے عنوان سے ایک اداریے میں لکھا:

فوجیوں نے بڈگام کے علاقہ میں ایسی سختیاں اور زیادتیاں کی ہیں جن کو سن کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں- گاؤں کے گاؤں مرغیوں اور انڈوں سے خالی کر دیئے گئے ہیں- سپاہی دیہاتیوں کے گھروں میں گھس کر جو چیزیں دل میں آتی ہیں اٹھا لے جاتے ہیں- دوکانوں سے سگریٹ، چائے اور ایسی ہی چیزیں لوٹ لیتے ہیں- راہ چلتی عورتوں سے چھیڑا جاتا ہے- چنانچہ زنا بالجبر کے دو واقعات بھی ہوئے ہیں- معصوم اور بے گناہ دیہاتیوں کو بلا وجہ پیٹا جارہا ہے- لیکن جن لوگوں کو ذاتی تجربہ ہے کہ سرینگر میں فوجیوں نے 22 مئی سے 25 مئی 1946ء تک کیسی شرمناک زیادتیاں کیں انہیں متذکرہ شکایات سن کر حیرانی نہیں ہو سکتی[14]-

حکومت نے اسلحہ کے ظالمانہ استعمال اور دوسرے وحشیانہ ذرائع سے ایک ہفتے کے اندر ہی تحریک کچل کر رکھ دی تھی- تحریک کو اس بات سے بھی دھچکا لگا کہ کانگرس نے اسکی حمایت نہ کی- کانگرس اور آل انڈیا سٹیٹس پیپلز کانفرنس حکمرانوں کے زیر سایہ ریاستوں میں ذمہ دار حکومتوں کے قیام کی حامی تھیں- شیخ محمد عبداللہ کے مہاراجہ کے بارہ میں تازہ اندازفکر نے کانگرس کی مصلحتوں اور پالیسیوں کیلئے خطرہ پیدا کر دیا تھا- کانگرس شیخ عبداللہ کی حمایت کرتی تو ایک طرف والیان ریاست کی ہمدردیاں کھو بیٹھنے کا خطرہ مول لیتی اور دوسری طرف ایک ہندو مہاراجہ کے خلاف تحریک کی حمایت کر کے ہندو عوام کی ہمدردیوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتی۔ انھی وجوہ کی بناء پر کانگرس کے لیڈروں نے "کشمیر چھوڑ دو" تحریک کی مخالفت کی بلکہ اپنا اثرورسوخ اس تحریک کے خلاف استعمال کیا- انھوں نے اس مقصد کیلئے نیشنل کانفرنس کے ایک لیڈر بخشی غلام محمد کو آلہء کار بنایا جو ان دنوں کشمیر سے باہر تھا- کانگرسی زعماء کے ایماء پر اس نے جون کے شروع میں ایک بیان میں کہا کہ نیشنل کانفرنس نے ریاست میں ذمہ دار نظام حکومت کے قیام کا مطالبہ کیا تھا، اسکا ہر گز یہ

مقصد نہیں تھا کہ شاہی خاندان کو کسی قسم کا گزند پہنچے[15]۔ بخشی غلام محمد نے ایک ایسی تقریر کا مسودہ تیار کر کے کانگرسی پریس میں چھپوایا جو کہ مبینہ طور پر شیخ محمد عبداللہ نے گرفتاری سے قبل کی تھی اور جسکا مقصد هندو عوام اور ریاستی حکومتوں کے شبہات دور کرنا تھا۔ اگرچہ کانگرس نیشنل کانفرنس کی " کشمیر چھرڑ دو" تحریک سے ناخوش تھی تاہم وہ برصغیر کی تاریخ کے اس نازک دور میں شیخ محمد عبداللہ کی ناراضگی بھی مول نہیں لے سکتی تھی- کانگرسی لیڈر بالخصوص پنڈت جواهر لال نہرو بڑے متفکر تھے کہ اگر کوئی فوری قدم شیخ صاحب کی حمایت میں نہ اٹھایا گیا تو وہ تمام امیدیں جو ان سے کشمیر میں تحریک پاکستان کے خلاف وابستہ کر رکھی ھیں، پیوند زمیں ھو جائیں گی- چنانچہ 27 مئی کو پنڈت نہرو نے اخبارات کو ایک بیان دیا جس میں انہوں نے کہا:

امرتسر کے عہد نامے کی بنأ پر شروع کی گئی " کشمیر چھوڑ دو" تحریک سے متعلق مجھ سے کئی سوال پوچھے گئے ھیں -میں واضح کرنا چاھتا ھوں کہ آل انڈیا سٹیٹس پیپلز کانفرنس کی پالیسی وھی ھے جو کہ پہلے تھی یعنی والیان ریاست کے تحت ذمہ دار حکومتوں کا قیام- اسی مؤقف پر نیشنل کانفرنس بھی قائم ھے- جسکے شیخ محمد عبداللہ صدر اور رھنما ھیں... لیکن کشمیر میں جو واقعات رونما ھوئےھیں وہ ایسے ھیں کہ اگر فوراً ھی ذمہ دارحکومتیں ریاستوں میں قائم نہ کی گئیں تو یقیناً والیان کی موجودگی بحیثیت آئینی حکام کے بھی برداشت نہیں کی جائے گی[16]-

پنڈت نہرو نے حکومت کے تشدد کو دور دھشت سے تعبیر کرتے ھوئے کہا:

وادئ کشمیر کو فوجی نظم و نسق کے حوالے کردیا گیا ھے- عوام میں سراسیمگی پھیلی ھوئی ھے- وادی باقی دنیا سے کٹ چکی ھے- حکومت کی طرف سے مقتولین کی جو تعداد بتائی گئی ھے وہ اصل سے بہت کم ھے- زخمیوں کو هسپتال بھیجنے کے بجائے جیل میں بھیج دیا گیا ھے - سرینگر شہر خاموشاں بنا ھوا ھے- علاوہ ان سینکڑوں اشخاص کے جو جیل خانوں میں ڈالدیئے گئے ھیں لوگوں کی بہت بڑی تعداد اپنے گھروں میں بند ھے- اس وقت کشمیر کی وھی حالت ھے جو 1919ء کے مارشل لاء میں پنجاب میں تھی- عوام کو اپنی پگڑیوں سے گلیوں میں جھاڑو دینے ، رینگ کر چلنے اور مہاراجہ کی جے پکارنے

پر مجبور کیا جاتا ہے- اسکے علاوہ ہلاک شدگان کو اپنی رسوم کیمطابق دفن کرنے کی اجازت نہیں دیجاتی بلکہ پٹرول ڈال کر جلا دیا جاتا ہے- مسجدوں میں فوج تعینات کی گئی ہے- جامع مسجد سرینگر کی ایک دیوار گرا کر فوجی لاریوں کیلئے راستہ بنایا گیا ہے [17]-

اس بیان کے آخر میں پنڈت نہرو نے حکومت کشمیر کو متنبہ کیا کہ وہ تشدد کی پالیسی ترک کردے- ورنہ اسکے نتائج ناخوشگوار ہونگے [18]-

وزیراعظم کاک نے ایک بیان میں بڑی شد و مد سے پنڈت نہرو کے اکثر و بیشتر الزامات کی صداقت سے انکار کیا اور کہا کہ پہلے پہل فوج کی طرف سے کچھ سختی کی اطلاع ملی لیکن اسکا فوراً انسداد کیا گیا- تردیدی بیان میں یہ بھی بتایا گیا کہ صرف آٹھ آدمی ہلاک اور سترہ زخمی ہوئے تھے [19]-

شیخ محمد عبداللہ کی تحریک نے گنتی کے چند افراد کے سوا ریاست میں ھندوؤں اور سکھوں کو مکمل طور پر مہاراجہ کی حمایت پر متحد کر دیا تھا- جموں کے ھفت روزہ اخبار امر نے جو ڈوگروں کا ترجمان تھا، 24 بیساکھ 2004 بکرمی کی اشاعت میں لکھا:

شیخ محمد عبداللہ کا بیان ڈوگروں کی قومی غیرت اور حمیت کو کھلا چیلنج ہے اور شاہی خاندان کے خلاف اعلان بغاوت کے مترادف ہے- حکومت کو اس بغاوت کو فرو کرنے پر کمر بستہ ہو جانا چاہیے جو اس اعلان کے پس پردہ انگڑائیاں لے رہی ہے۔[20]

7 جون کو ریاستی ہندؤوں کے ایک سات رکنی وفد نے پنڈت شیو نرائن فوطیدار کی قیادت میں دہلی میں پنڈت نہرو سے ملاقات کی[21] - اس ملاقات کا مقصد یہ تھا کہ پنڈت نہرو سے اس بیان کی تردید کرائی جائے جو "کشمیر چھوڑ دو" کے سلسلہ میں انہوں نے 27 مئی کو اخبارات کو دیا تھا چنانچہ پنڈت نہرو نے 14 جون کو ایک اور بیان جاری کیا جس میں انہوں نے کہا:

کشمیر کے حکام نے واقعات سے متعلق میرے بہت سے بیانات کی تردید کی ہے ۔ میں نے اب پریس میں شائع ہونے والی بہت سی اطلاعات نیز کشمیر کے واقعات کے عینی شاهدوں کے بیانات پر غور کیا ہے ۔ میں نے وفود سے بھی ملاقات کی جن

میں سے بعض سرکاری طور پر بھیجے گئے تھے اور سرکاری نکتہ، نظر کے ترجمان تھے ۔ واقعات سے متعلق مجھ سے قطعاً متضاد رپورٹیں کی گئی ہیں ۔ ظاہر ہے کہ حقیقت تک پہنچنے کیلئے سخت تحقیقات کی ضرورت ہے۔ ذاتی طوّر پر میرا یقین ہے کہ شیخ محمد عبداللہ کی گرفتاری کے بعد چند دنوں تک فوج نے انتہائی برا رویہ اختیار کر رکھا تھا- اور بہت سے الزامات جو اس پر عائد کئے گئے ہیں، درست ہیں ۔ یہ ظاہر ہے کہ حکومت کو فوج کی ہر حرکت کیلئے ذمہ دار نہیں ٹھیرایا جا سکتا ۔ حکومت جس امر کیلئے براہ راست ذمہ دار ہے وہ اس وسیع پیمانے پر فوج کا استعمال ہے[22] -

اسکے بعد انہوں نے معذرت کی کہ واقعی انکے بیان میں بعض واقعات حقائق پر مبنی نہیں تھے- انہوں نے کہا-

دو واقعات ایسے ہیں جن کی تصحیح کرنا چاھتا ہوں- یہ واقعات لاشوں کے جلائے جانے اور مسجد کی دیوار گرائے جانے سے متعلق ہیں- مجھے افسوس ہے کہ میں نے کافی ثبوت کے بغیر ان واقعات سے متعلق بیان دیا [23]-

ذیل میں بیان کا وہ ٹکڑا درج ہے جو پنڈت نہرو اور حکومت کشمیر کے ما بین شدید نزاع کا باعث بن گیا-

وزیراعظم کاک نے مجھ پر جانبداری کا الزام لگایا ہے اور وہ ایسا کہنے میں حق بجانب ہیں- کیونکہ میں کشمیری عوام کا جانبدار ہوں اور مستقبل سے بے نیاز ہو کر انکی حمایت کا ارادہ رکھتا ہوں- سوال یہ ہے کہ حکومت کشمیری عوام کی حامی ہے یا انکے خلاف؟ حالیہ واقعات سے ظاہر ہوگا کہ وہ کشمیر کے باشندوں کو اپنا دشمن تصور کرتی ہے[24] -

"کشمیر چھوڑ دو" کی تحریک کے بارے میں بعض حلقوں نے خیال ظاہر کیا تھا کہ اس میں کمیونسٹوں کا ھاتھ تھا- پنڈت نہرو نے اپنے بیان کے آخر میں اسکے متعلق کہا:

میں دیکھتا ہوں کہ کشمیر میں کیمونسٹوں کی سرگرمیوں سے متعلق طرح طرح کی کہانیاں مشہور ہیں- اس میں شک نہیں کہ کشمیر میں چند کمیونسٹوں نے کام کیا ہے لیکن یہ خیال بالکل لغو ہے کہ یہ تحریک انکی کوششوں کا نتیجہ ہے[25]-

اس اثنا میں بغاوت کے الزام میں شیخ محمد عبداللہ پر سیشن جج

کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا گیا اور 4 جون سے بادامی باغ چھاؤنی میں مقدمے کی سماعت شروع ہوئی- اسکے اگلے روز پنڈت نہرو کے ایلچی پنڈت دوارکا ناتھ کاچرو سیکرٹری آل انڈیا سٹیٹس پیپلز کانفرنس نے جیل میں شیخ محمد عبداللہ سے ملاقات کی اور انہیں پنڈت نہرو کا خط دیا- جسکے بعد شیخ صاحب نے اپنی صفائی کا تمام انتظام پنڈت نہرو کے ھاتھ میں دینے کی خواھش ظاھر کی[26]- سٹیٹس پیپلز کانفرنس 1927ء میں معرض وجود میں آئی تھی اور کانگرس اسکے ذریعے ریاستی عوام میں اپنے نظریات کا بھر پور پر چار کرتی تھی- 1939 میں پنڈت نہرو کو اسکا صدر چنا گیا تو عملاً یہ کانگرسی قیادت کے زیر اثر آگئی تھی-

اس اثناء میں پنڈت نہرو نے وزیراعظم کشمیر کے نام ایک تار میں استدعا کی کہ انہیں شیخ محمد عبداللہ اور انکے ساتھیوں کے دفاع کیلئے مکمل سہولتیں بہم پہنچائی جائیں- وزیراعظم نے تار ھی پر اسکا جواب دیا کہ اب عدالت ھی پنڈت جی کی درخواست کے بارے میں فیصلہ کرنے کی مجاز ھے[27]- پنڈت نہرو اور وزیراعظم کاک ایک دوسرے کے خلاف تند و تیز بیان دے کر آپس میں الجھ چکے تھے- چنانچہ اول الذکر نے مہاراجہ کی طرف رجوع کیا اور 15 جون کو اسے تار دیا کہ وہ 19 جون کو و کلاء کے ھمراہ سرینگر پہنچ رھے ھیں- مہاراجہ نے جواب دیا کہ اس مرحلے پر انکے کشمیر آنے سے کوئی فائدہ نہین ھوگا- پنڈت نہرو نے پھر اپنی بات پر اصرار کیا- اسکے جواب میں مہاراجہ نے لکھا کہ انکے سرینگر آنے سے متعلق وہ اپنے اس خیال پر قائم ھے کہ اس موقع پر ان کا آنا لازمی طور پر اشتعال پیدا کردے گا[28]-

مہاراجہ کے جواب کا واضع مطلب یہ تھا کہ پنڈت نہرو کو کشمیر آنے سے باز رھنا چاھیے کیونکہ اسے یہ گوارا نہ تھا کہ ایک باغی کی حمایت میں کو ئی شخص سیاسی اعتبار سے خواہ کتنا ھی قد آور کیوں نہ ھو ریاست کے وقار کو ٹھیس پہنچائے- لیکن اس کے باوجود پنڈت نہرو اپنا ارادہ ترک کرنے پر آمادہ نہ ھوئے- ان کا منشا یہ تھا کہ عوام میں ھمدردیاں حاصل کر کے کشمیر میں اپنا اثر پیدا کریں- حکومت نے پنڈت نہرو کے ریاست میں داخلے پر

پابندی عائد کردی اور کو ہالہ پل پر فوج کا پہرہ بٹھا دیا-

19 جون کو پنڈت دوارکا ناتھ کاچرو مہاراجہ سے ملے اور پنڈت نہرو کا خط انہیں پہنچایا- اس خط کا مضمون یہ تھا کہ شیخ محمد عبداللہ اور انکے ساتھیوں کے مقدمات واپس لے کر انہیں رہا کیا جائے- اس صورت میں پیچیدہ مسائل زیادہ خوشگوار فضا میں طے پاسکیں گے- قدرتی طور پر یہ ضروری ہے کہ جو تحریک اس وقت کشمیر میں جاری ہے وہ بند کر دی جائے- مہاراجہ کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ ریاست کی ہر دلعزیز جماعت سے ٹکرانا مفید نہیں ہوگا- اگر مہاراجہ چاہیں تو ریاست کا جھگڑا طے کرانے کیلئے وہ خود ان سے ملاقات کرنے کو بھی تیار ہونگے[29]-

اس خط کے جواب کا انتظار کیے بغیر 20 جون کو پنڈت نہرو سرینگر جانے کیلئے کوہالہ پہنچے- انکے جلوس میں کانگرسی کارکنوں کا خاصا بڑا ہجوم[30] تھا-

مسٹر آصف علی، دیوان چمن لعل اور مسٹر بلدیو سہائے بھی انکے ہمراہ تھے- ان قانونی ماہرین نے شیخ محمد عبداللہ کے مقدمے میں وکیل صفائی کی حیثیت سے پیش ہونا تھا- جموں سے ڈوگروں کا ایک جتھہ بھی پنڈت نہرو کے خلاف مظاہرہ کرنےکیلئے کوہالہ آیا- کشمیری پنڈتوں نے بھی جنہیں مسٹر نہرو کے کشمیری النسل ہونے پر بڑا ناز تھا حکومت کے ایما پر کانگرسی رہنما کے خلاف مظاہرہ کیا- مظاہرین میں مسلم کانفرنس کے ایک رہنما میر واعظ مولوی محمد یوسف شاہ کے بعض حامی بھی شامل تھے- سرکاری مشینری بھی مسٹر نہرو کو روکنے کیلئے ہر طرح سے تیار تھی- لیکن باوجود رکاوٹوں کے پنڈت نہرو نے دومیل پہنچنے میں کامیابی حاصل کرلی جہاں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ رائے بہادر مہاراجہ کشن دھر کے حکم سے انہیں گرفتار کر کے اوڑی ڈاک بنگلہ میں پہنچا دیا گیا. وہاں انہیں تمام رعایتیں دی گئیں- اور ایک موٹر کار ان کے استعمال کیلئے رکھ دی گئی- پنڈت نہرو کی گرفتاری پر برطانوی ہند کے کانگرسی حلقوں میں ہلچل پیدا ہوئی- مدراس میں ایک جلوس پر پولیس کی فائرنگ سے ایک آدمی ہلاک اور کئی زخمی

ہوئے- لیکن کشمیری اس واقع سے متاثر نہیں ہوئے حتی کہ نیشنل کانفرنس کی کوشش کے باوجود سرینگر کے دوکانداروں نے ہڑتال نہ کی-[31]

حکومت کشمیر نے ایک پریس نوٹ کے ذریعے اعلان کیا کہ ہم پنڈت نہرو کو زیرحراست رکھنا نہیں چاہتے بلکہ وہ جب چاہیں سرکاری گاڑی کے ذریعے واپس جا سکتے ہیں- لیکن پنڈت جی نے واپس جانے سے انکار کر دیا- اسکے بعد کانگرس کے صدر مولانا ابوالکلام آزاد نے پنڈت نہرو کو فوراً واپس دہلی آنے کو کہا جہاں عبوری حکومت سے متعلق اہم ترین مسائل معرض التوا میں پڑے تھے[32] پنڈت نہرو نے جواباً مولاناآزاد کو لکھا کہ حکومت کشمیر نے انکے دوستانہ طرزعمل کے باوجود انکے داخلہ پر پابندی لگا کر انکی بے عزتی اور توہین کی ہے- جب تک سرینگر میں انکے داخلہ پر پابندی کا حکم واپس نہ لیا جائے، وہ واپس نہیں آسکتے- مولانا آزاد نے ایک تارکے ذریعے اصرار کیا کہ وہ جلد واپس آجائیں کیونکہ وہاں ایسے معاملات درپیش ہیں جو انکے ذاتی معاملات سے کہیں زیادہ اہم ہیں- انہوں نے یہ بھی لکھا کہ پنڈت نہرو کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کسی تنظیم کے تحت کام کر رہے ہیں جسکے احکام سے سرتابی درست نہیں- مہاراجہ صاحب کو مطلع کریں کہ کانگرس کی طرف سے اجازت ملنے پر آپ اپنی عزت نفس کے تحفظ اور مشن کی تکمیل کیلئے دوبارہ کشمیر آئیں گے[33]- مولانا آزاد کے اصرار پر پنڈت نہرو نے جب واپس جانے پر آمادگی ظاہر کی تو لارڈ ویول نے اپنا طیارہ سرینگر بھیجا جس پر 22 جون کو پنڈت نہرو کو دہلی پہنچادیا گیا-

5 جولائی کو وزیراعظم کاک نے بمبئی میں مسٹر گاندھی، مولانا آزاد اور سردار پٹیل سے ملاقات کی[34] غالباً اس دوران مسٹر کاک نے اپنی حکومت کا نقطہء نظر پیش کیا ہوگا اور کانگرسی لیڈروں نے مسٹر کاک پر زور دیا ہوگا کہ آئندہ مسٹر نہرو کے دورہء کشمیر میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالی جائے- اور وہ شیخ محمد عبداللہ کو تحریک واپس لینے پر آمادہ کریں گے-

15 جولائی کو وزیراعظم کاک نے یہ دکھانے کیلئے کہ لوگ مہاراجہ

کے ساتھ ہیں ایک دربار کا انتظام کیا- پانچ ہزار کے قریب اشخاص اس میں شامل ہوئے جو سرکاری افسر تھے یا مہاراجہ کی وفاداری کا دم بھرنے والے تھے- میر واعظ مولوی محمد یوسف شاہ، کسان مزدور کانفرنس اور کشمیر سوشلسٹ پارٹی کے لیڈروں کو بھی اس دربار میں مدعو کیا گیا لیکن انہوں نے اس کا بائیکاٹ کیا [35]- گلاب بھون محل (گپکار) کے جھروکے میں سے مہاراجہ، مہارانی اور یوراج نے اپنے درشن دیئے- اس موقع پر ایک فرمان جاری کیا گیا جس میں مہاراجہ نے کہا-

کشمیر کی خوبصورتی دنیا میں مشہور ہے اور میں نہیں چاہتا کہ کسی کو یہاں آزادی سے آنے میں رکاوٹ ہو- لیکن اگر ہم کو یہ یقین ہو کہ ایسے آنے سے رعایا میں جھگڑا، بدامنی اور خون خرابا ہو گا، تو ہمارا یہ فرض ہے کہ اس کو روکنے کیلئے ہر ممکن قدم اٹھائیں [36]-

24 جولائی کو پنڈت نہرو چپ چاپ سرینگر پہنچے اور انہوں نے جیل میں متعدد بار شیخ محمد عبداللہ سے ملاقات کی اور عدالت میں ان کا کیس سنا- واپسی پر انہوں نے ایک بیان جاری کیا جس میں یہ کہا کہ "کشمیر چھوڑ دو" کی تحریک چلا کر نیشنل کانفرنس نے غلطی کی ہے- لیکن یہ مناسب نہیں کہ ہم اسکی حمایت سے پہلو تہی کریں [37]-

پنڈت نہرو کی ترغیب پر شیخ محمد عبداللہ نے اپنی صفائی میں عدالت میں ایک بیان دیا جس میں انہوں نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ "کشمیر چھوڑ دو" کا مقصد یہ کبھی نہ تھا کہ مہاراجہ کو تخت سے الگ کر دیا جائے بلکہ یہ تھا کہ مہاراجہ آئینی سربراہ کی حیثیت سے حکومت کرے اور کاروبار حکومت بیوروکریسی کی بجائے عوامی نمائندوں کے سپرد کرے [38]- شیخ صاحب کا یہ بیان ان کے سابقہ مؤقف کے بالکل برعکس تھا- اس سے یہ ثابت ہوا کہ "کشمیر چھوڑ دو" کا پر فریب نعرہ لگا کر انہوں نے لوگوں کو دھوکہ دیا اور انہیں بلا وجہ ظلم وستم کے منہ میں دھکیل دیا تھا- دراصل نیشنل کانفرنس اپنی سیاسی ساکھ کھو چکی تھی اور شیخ صاحب نے ایک ہارے ہوئے جواری کی طرح اسکے تن مردہ میں جان ڈالنے کیلئے ایک بڑی بازی لگا دی تھی- نعرہ

نیا، اچھوتا اور انقلابی ہو تو سنسنی پیدا کر ہی دیتا ہے اور لوگ دیوانہ وار اسکی طرف لپکتے ہیں- وادیٔ کشمیر میں ایسا ہی ہوا اور شیخ عبداللہ ایک بار پھر ایک ہیرو کی حیثیت سے ابھرے-

10 ستمبر 1946ء کو سرینگر کے سیشن جج لالہ برکت رائے نے شیخ محمد عبداللہ کو انکی تین تقریروں پر تین تین سال قید اور پانچ پانچ سو روپے جرمانے کی سزا دی- قید کی تینوں سزائیں بیک وقت شروع ہوئیں- جج نے اپنے فیصلہ میں لکھا

ملزم کا یہ اظہار کہ اسکی تقریروں کا مقصد حکمران کے زیر سایہ ذمہ دار نظام حکومت کا قیام ہے، ریکارڈ پر مندرجہ حقائق سے ثابت نہیں ہوتا- بعد میں ٹھیک مشورے کے زیر اثر ملزم راہ راست پر آگیا لیکن بہت دیر بعد اور اس وقت جبکہ حالات خراب ہو چکے تھے-[39]

حکومت نے اس تحریک میں 1382 افراد کو گرفتار کیا اور -/81832 روپے کی رقم بطور جرمانہ وصول کی[40]- وادی میں تحریک حریت کی ابتدا سے لیکر اب تک کسی ایک تحریک میں قید اور جرمانے کا یہ ریکارڈ ہے- شیخ محمد عبداللہ کی سزایابی کے بعد بھی ایک نوجوان وکیل خواجہ غلام محی الدین قرہ کی خفیہ ہدایات اور رہنمائی میں تحریک ایک کمزور شکل میں چلتی رہی- لیکن عوام نے جو تشدد اور تکالیف برداشت کیں اور قربانیاں دیں ان کا نتیجہ صفر نکلا- حتی کہ ایک سال بعد جب سو سالہ ڈوگرہ راجہ کے خلاف مسلح جدوجہد کا آغاز کیا گیا تو مجاہدین آزادی کے خلاف مہاراجہ ہری سنگھ اور شیخ محمد عبداللہ پہلو بہ پہلو کھڑے تھے- کشمیری مسلمانوں میں سیاسی شعور پیدا کرنے، ان کے قوائے عمل کو متحرک کرنے نیز ایک بلند حوصلہ اور باجرأت سیاسی رہنما کی حیثیت سے شیخ محمد عبداللہ کی عظمت سے انکار نہیں لیکن ان کے بیشتر سیاسی فیصلے ناعاقبت اندیشی کے آئینہ دار ہیں- چراغ حسن حسرت نے اپنی کتاب **کشمیر** میں لکھا.

شیخ صاحب یوں تو کشمیری ہیں لیکن ان کی طبیعت میں پٹھانوں کا سا اکھڑپن اور راجپوتوں کی سی اکڑ تکڑ ہے- تقریر کرنے کھڑے ہوتے ہیں تو کبھی کبھی احتیاط کا دامن ان کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور ایسی ایسی باتیں کہہ جاتے

ھیں جو ان کے رتبہ کے انسان کو زیب نہیں دیتیں- اس کے ساتھ وہ بہت عجلت پسند بھی ھیں اور بعض مرتبہ بے سوچے سمجھے ایسی باتیں کر گزرتے ھیں جن پر انہیں بعد میں شاید خود بھی افسوس ھوتا ھوگا- یہ کہنا چاھیے کہ انکی طبیعت میں طوفان کا انداز ھے کہ جدھر رخ پھر گیا، پھر گیا- اپنے زور میں اسطرح بڑھتے چلے جاتے ھیں کہ پلٹنا ناممکن ھو جاتا ھے- اگرچہ انکی عجلت پسندی اور سرشوری نے کشمیر کی تحریک کو بہت نقصان پہنچائے ھیں، لیکن سچ پوچھو تو انکی یہی ادائیں ھیں جو کشمیریوں کو بہت پسند ھیں[41]-

"کشمیر چھوڑ دو" کا نعرہ اس گٹھ جوڑ کے ٹوٹنے کا باعث ھوا- جسکی بنیاد مسلم کانفرنس کے خلاف رکھی گئی تھی، بظاھر شیخ محمد عبداللہ کی تازہ کروٹ نے مسلم کانفرنس کے سامنے دو راستوں کے سوا باقی سب راستے بند کر دیئے تھے کہ یا تو وہ حکومت اور نیشنل کانفرنس کی لڑائی میں حکومت کا ساتھ دے یا نیشنل کانفرنس کے ساتھ مل کر حکومت کا مقابلہ کرے- مسلم کانفرنس نے سراب میں بھٹکتے پھرنے کے بجائے "کشمیر چھوڑ دو" تحریک کے اسباب و نتائج کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیکر اپنا راستہ تلاش کیا- 27 مئی 1946ء کو چوھدری غلام عباس خان اور مسٹر اللہ رکھا ساغر نے شملہ میں قائداعظم محمد علی جناح سے ملاقات کی او انہیں کشمیر کی صورت حال سے آگاہ کیا- انکی گفت و شنید اڑھائی گھنٹے تک ھوتی رھی[42]-

5 جون کو آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس سے خطاب کرتے ھوئے قائداعظم نے ریاستی حکام کو متنبہ کرتے ھوئے کہا " ھم یہ ھرگز برداشت نہ کرینگے کہ بے گناہ مسلمانوں کا بال بھی بیکا ھو- اس سلسلہ میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ھے"[43]-

9-8 جون کو میر واعظ محمد یوسف شاہ کی صدارت میں مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کا اجلاس سرینگر میں منعقد ھوا- شرکاء اجلاس میں چوھدری غلام عباس خان، چوھدری حمیداللہ خان، چوھدری عبداللہ خان بھلی، کرنل پیر محمد خان، مسٹر اللہ رکھا ساغر، سردار یارمحمد خان بار ایٹ لاء، سید نذیر حسین شاہ ایڈوکیٹ، سردار عبدالرب خان درانی، میجر علی احمد شاہ،قریشی محمد یوسف، مولوی محمد امین، قاضی عبدالغنی دلنہ، میر واعظ

مولوی محمد عبداللہ (شوپیان) ،خواجہ غلام سرور شاہ، خواجہ غلام محی الدین سوپوری، خواجہ غلام محمد وکیل اور خواجہ عبدالسلام دلال شامل تھے- غلام محمد بٹ (پونچھ)، ماسٹر محمد عبداللہ (مظفر آباد)، خواجہ غلام الدین وانی ، خواجہ غلام محمد جیولر، خواجہ محمد یوسف صراف (بارہ مولہ) اور مسٹر عبدالغنی نے خصوصی دعوت پر مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی- مجلس عاملہ نے چھ قراردادیں منظور کیں اور "کشمیر چھوڑ دو" کے مقابلے میں "آزاد کشمیر" کو اپنا مطمح نظر قرار دیدیا [44]- چنانچہ پہلی قرار داد میں جو "آزاد کشمیر" کے نام سے تھی، مطالبہ کیا گیا کہ ریاست جموں و کشمیر کے مطلق العنان اور غیر ذمہ دار نظام حکومت کو فی الفور ختم کر دیا جائے اور عوام کو اپنی پسند کا آئین بنانے کا پورا پورا اختیار دیا جائے جو اپنے مخصوص حالات کے مطابق آزاد کشمیر کیلئے جس طرز کا آئین چاهیں مرتب کریں- اس کام کو سرانجام دینے کیلئے جموں و کشمیر کیلئے ایک آئین ساز اسمبلی کا قیام ازبس ضروری ہے- مجلس عاملہ مہاراجہ کشمیر سے مطالبہ کرتی ہے کہ اس مقصد کے حصول کیلئے موجود الوقت فرسودہ اسمبلی کو توڑ کر اس کی جگہ فی الفور مطلوبہ اسمبلی کا قیام عمل میں لایا جائے جو وسیع حق رائے دہندگی کے ساتھ ساتھ تمام تر منتخب ممبران پر مشتمل ہواور جس میں ہر قوم و فرقہ کو تناسب آبادی کے لحاظ سے جداگانہ حق نیابت کے ذریعے حق نمائندگی حاصل ہو اور اس اسمبلی کو ریاست جموں و کشمیر کے عوام کیلئے اپنی مرضی کا آئین حکومت بنانے کا اختیار سونپا جائے- مجلس عاملہ کو توقع ہے کہ ہزهائینس مہاراجہ کشمیر بدلے ہوئے حالات، سارے ہندوستان کے مفاد اور اہل ریاست کی بہتری کے پیش نظر عوام کو اپنی تقدیر کا خود فیصلہ کرنے کے جائز حق کو تسلیم کر لینگے- مجلس عاملہ واضح طور پر اعلان کرتی ہے کہ اگر مندرجہ بالا مطالبات کے برعکس حکومت کشمیر نے کوئی اور راہ اختیار کی تو نہ صرف یہ کہ مسلم کانفرنس اس کو قبول نہیں کریگی بلکہ پوری طاقت اور قوت کے ساتھ اسکی مزاحمت کرے گی اور حکومت کو بھی کبھی اجازت نہیں دے گی کہ وہ مسلم عوام کی خواہشات کے برعکس من مانی

کر سکے-

دوسری قرار داد میں یہ کہا گیا تھا کہ مجلس عاملہ نے "کشمیر چھوڑ دو" تحریک کا مطالعہ کیا ہے- شیخ محمد عبداللہ کے اس نعرے کو بلند کرنے کے فوراً بعد نیشنل کانفرنس نے اپنا مؤقف بدل لیا ہے- پنڈت نہرو نے بھی "کشمیر چھوڑ دو" تحریک کی مخالفت کی ہے اور شیخ محمد عبداللہ نے عدالت میں اپنے دفاع کے تمام اختیارات پنڈت نہرو کے سپرد کر دیئے ہیں- اسلئے مسلم کانفرنس کیلئے اس معاملہ میں کسی رائے کا اظہار قبل از وقت ہے-

تیسری قرار داد میں مجلس عاملہ نے سرینگر، پام پور اور اننت ناگ (اسلام آباد) میں فائرنگ کے خلاف شدید احتجاج کیا اورکشمیر میں فوج کے حد سے بڑھے ہوئے تشدد کے خلاف اظہار بیزاری کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ فائرنگ اور فوج کی بے راہ روی کی ایک آزاد اور غیر جانبدار کمیشن سے تحقیقات کرائی جائے-

چوتھی قرار داد میں تبدیلیء مذہب پر جائیداد کی ضبطی، گاؤ کشی پر دس سال قید کی انسانیت سوز سزا، ملازمتوں میں فرقہ وارانہ عدم مساوات، ایکٹ اسلحہ اور اردو کی بجائے دیوناگری رسم الخط وغیرہ غیرمنصفانہ قوانین کی منسوخی کے علاوہ اخبارات پر سے پابندی اٹھانے پر زور دیا گیا- ان مطالبات کے تسلیم نہ کئیے جانے کی صورت میں کانفرنس نے عملی قدم اٹھانے کا عزم کیا- مجلس عاملہ نے کانفرنس کی مجلس عمل کو اختیار دیا کہ وہ آزادی کشمیر کیلئے براہ راست اقدام کرنے کیلئے کوئی پلان مرتب کرے-

پانچویں قرار داد کے دو حصے تھے، پہلے حصے میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ اب جبکہ آئینی رد و بدل کے امکانات واضح ہو رہے ہیں، پونچھ کے آئینی مستقبل کا فیصلہ کرتے وقت اس خطہ کے عوام کی خواھشات کے مطابق فیصلہ کیا جائے- دوسرے حصے میں اس بات پر اظہار افسوس کیا گیا کہ حکومت نے پونچھ کے ہزاروں سابق فوجیوں کو روزگار اور دوسری سہولتیں

مہیا کرنے کا اب تک کوئی انتظام نہیں کیا- اسکے ساتھ ہی یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ سابق فوجیوں کی امداد کیلئے برطانوی ہند کی طرح مؤثر ذرائع اختیار کئے جائیں- آخر میں اسلامیان پونچھ کی آزادی فکر و عمل کو سلب کرنے کی جابرانہ پالیسی کے خلاف احتجاج کیا گیا تھا-

چھٹی قرار داد میں مجلس عاملہ نے اس خبر کی تصدیق کی کہ کچھ مدت سے مسلم کانفرنس اور نیشنل کانفرنس کے درمیان اتحاد و مفاہمت کی گفتگو ہو رہی تھی جو شیخ محمد عبداللہ کے رویے کی وجہ سے نا کام رہی- شیخ صاحب بیک وقت ایک سے زیادہ کشتیوں پر سوار تھے-

۱۸ جون کو مسلم کانفرنس کے لیڈروں آغا شوکت علی اور خواجہ غلام محمد نے دھلی میں قائداعظم سے کشمیر کی صورت حال پر بات چیت کی- دو دن بعد انہی معاملات پر چوھدری غلام عباس نے بھی قائداعظم سے گفتگو کی-۲۱ جون کو مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں چوھدری صاحب نے اراکین عاملہ کو کشمیر کی صورتحال سے آگاہ کیا- اسی دن قائداعظم نے ایک بیان جاری کیا جس میں "کشمیر چھوڑ دو" تحریک سے متعلق اپنا خیال اسطرح ظاہر فرمایا:

مسلم کانفرنس کے نامزد صدر چوھدری غلام عباس اور دوسرے زعماء نے کشمیر کے حالیہ واقعات سے متعلق مجھے کافی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ کشمیر سے نکل جاؤ کا نعرہ اس نیشنل کانفرنس کے عقائد میں نہیں ہے جس کے صدر شیخ محمد عبداللہ ہیں- پنڈت نہرو نے جو ریاستی باشندوں کی آل انڈیا سٹیٹس پیپلز کانفرنس کے صدر اور کانگرس کے نامزد صدر ہیں- غیر مبہم الفاظ میں اس نعرے کو رد کر دیا ہے- کیونکہ نیشنل کانفرنس اور سٹیٹس پیپلز کانفرنس کا اس نعرے سے کوئی واسطہ نہیں- ایسا دکھائی دے رہا ہے کہ یہ تحریک چند افراد کا انفرادی فعل ہے- انہیں کشمیر میں بہت ہی تھوڑے لوگوں کی حمایت حاصل ہے-[45]

قائداعظم کے بیان کے مندرجہ ذیل حصے مہاراجہ کشمیر کیلئے قابل توجہ تھے-

جموں و کشمیر مسلم کانفرنس نے ۹جون کو جو قرار دادیں منظور کی ہیں، ان میں جن شکایات و مطالبات کا ذکر کیا گیا ہے وہ دیرینہ اور حق و انصاف پر مبنی ہیں- مجھے امید ہے کہ مہاراجہ کشمیر اب نہ صرف مسلم کانفرنس کے مطالبات کو

بلا توقف پورا کردیں گے بلکہ باشندگان کشمیر کے اس عمومی مطالبے کو بھی مان لیں گے کہ کشمیر میں مکمل ذمہ دار حکومت کا قیام بہت جلد عمل میں آنا چاھیے- مہاراجہ صاحب کو اس ضمن میں اپنا حکم فی الفور صادر کر دینا چاھیے اور مسلمانوں کی شکایات کا بہت جلد ازالہ ھونا چاھیے- جو موجودہ نظام حکومت کے تحت سخت مشکلات میں مبتلا ھیں [46]-

"کشمیر چھوڑ دو" تحریک کے دوران حالات پر قابو پانے کیلئے جو طریق کار حکومت کشمیر نے اختیار کیا، اس کا ذکر کرتے ہوئے قائداعظم نے کہا:

مجھے افسوس ھے کہ بعض موقعوں پر طاقت کا بے جا استعمال کیا گیا اور ایسے حالات میں گولی چلائی گئی جب اسکی کوئی ضرورت نہیں تھی- اگر زیادتی کے یہ واقعات صحیح ھیں تو میں انکی مذمت کرتا ھوں - ایسی صورت میں ضروری ھے کہ حکومت کشمیر ایک غیر جانبدار تحقیقاتی کمیشن مقرر کرے جو اس بغاوت کے اسباب و علل کی جانچ پڑتال کرے اور یہ معلوم کرے کہ اسکے ذمہ دار کون لوگ تھے- اسکے علاوہ کمیشن یہ بھی فیصلہ کرے کہ آیا زیادہ طاقت کا استعمال ھوا یا نہیں [47]-

قائداعظم نے اس بیان میں ریاستی مسلمانوں سے اپیل کی کہ

وہ اتحاد و یگانگت کو برقرار رکھیں اور چوھدری غلام عباس کی قیادت میں مسلم کانفرنس کے جھنڈے تلے جمع ھو جائیں - مسلمانوں کو ان مطالبات کے منوانے کیلئے مضبوط ارادوں کا اظہار کرنا چاھیے جو مسلم کانفرنس کی قرار دادوں کی صورت میں ظاہر ھو چکے ھیں [48]-

کشمیری مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کیلئے مخالفین کی طرف سے جو کوششیں کی جا رہی تھیں، ان سے متنبہ کرتے ہوئے قائداعظم نے اپنے بیان میں کہا :

کشمیر کے مسلمانوں کو اپنے دشمن کی چالوں سے اچھی طرح باخبر رھنا چاھیے- مسلمانوں کو کوئی ایسا قدم نہیں اٹھانا چاھیے جو ان کے مفاد کے منافی ھو- انہیں اس سلسلہ میں دشمن کی ھر چال پر کڑی نگرانی کرنی چاھیے- مسلمانوں کو خبردار رھنا چاھیے کہ دشمن کے نہایت ھوشیار اور چالاک ایجنٹ، دوستوں کے پردے میں ان تک پہنچنے کی کوشش کرتے ھیں اور کرتے رھیں گے- لیکن ان دوست نما دشمنوں کا اصل مقصد یہ ھے کہ مسلمانوں کے اتحاد واتفاق کو درھم

برهم کیا جائے - اگر مسلمان ان کے جال میں پھنس گئے تو وہ اپنے آپ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے - میں کشمیر کے مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں کہ آل انڈیا مسلم لیگ ان کے جائز مطالبات کو منوانے میں ان کی ہر طرح امداد کریگی اور ان کی شکایات کے تدارک کے لئے تمام ممکن ذرائع استعمال میں لائے گی[49]-

اختتامیه

"کشمیر چھوڑ دو" تحریک آزادی کشمیر کا ایک اهم باب هے - ڈوگرہ راج کے ظلم و تشدّد کے خلاف شیخ محمد عبداللہ نے "کشمیر چھوڑ دو" کی تحریک چلائی، جس کی حمایت میں پنڈت جواهر لال نہرو نے اخلاقی و قانونی حمایت کی، لیکن بعد میں شیخ محمد عبداللہ اور پنڈت نہرو دونوں نے اپنی پالیسی بدل لی مگر اس نازک موڑ پر مسلم کانفرنس کے قائد چوهدری غلام عباس نے اس تحریک کی ناکامی اور مسلمانوں کی دگرگوں حالت سے قائداعظم کو آگاہ کیا جنهوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے هر ممکن امداد بهم پہنچانے کی یقین دهانی کرائی- وادیٔ کشمیر میں آج بھی "کشمیر چھوڑ دو" کے تسلسل میں کشمیری مسلمان، هندو راج کی بر بریت کے خلاف سینه سپر هیں اور حصول آزادی تک تن، من، دهن کی قربانی دینے کے عزم سے سرشار هیں - یقیناً ان کی جدوجهد آزادی بالآخر کامیابی سے همکنار هوگی - ان شاء اللہ-

حوالہ جات

1- جی-ایم- صادق، کشمیر چھوڑ دو، لاھور، 1946، ص ص 190 - 191 -

2- *Kashmir on Trial*, The Lion Press, Lahore, 1947, pp.16-19.

3- P. N., Bazaz, *The History of the Struggle for Freedom in Kashmir*, New Delhi, 1954, p.255.

4- گیانی موهن سنگھ نرمان، همارا کشمیر، 1946، ص 43-

5- HisHighness Government Jammu & Kashmir, Chief Secretariat, Publicity Department, No. Pr 27 /1/46 Cir. Srinagar, dated the 21st May, 1946.

6- ایضاً- No. Pr27/1/46 Cir. dated the 23rd May, 1946.

7- سرکاری اعلان بحوالہ روزنامہ ویربھارت، لاھور- 23 مئی 1946ء-

8- *The Hindustan Times* (Evening News) New Delhi, May 27,1946.

9- ایضاً-

10- 29 مئی 1946ء-

11- روزنامہ ویر بھارت، 6 جون 1946ء-

12- جی-ایم- صادق، ص 39-40-

13- ہفت روزہ پیسہ اخبار، لاہور، 24 جولائی 1946ء-

14- گیانی موہن سنگھ نرمان، ص 44-

15- P.N. Bazaz,*op. cit.*, p.258.

16- *The Statesman*, New Delhi, May 27, 1946.

17- His Highness Government ... No. PR27/1/46, Dated Srinagar, the 30th May, 1946.

18- ایضاً-

19- ایضاً-

20- ہفت روزہ امر، جموں، 24 بیساکھ 2004 بکرمی

21- *The Hindustan Times*, June 9, 1946.

22- ایضاً- June 14, 1946.

23- ایضاً-

24- ایضاً-

25- ایضاً-

26- روز نامہ پر بھات، لاہور- 6جون 1946ء-

27- پنڈت جواہر لعل نہرو اور دربار کشمیر کے درمیان خط وکتابت بحوالہ روز نامہ استقلال، دھلی، 30 جولائی 1946ء-

28- ایضاً-

29- ایضاً-

30- P.N,Bazaz, *op. cit.*, p.61.

31- ایضاً، ص2-241-

32- مولانا آزاد کا تار بنام پنڈت جواہر لعل نہرو، روز نامہ ویر بھارت 22 جون 1946ء-

33- *The Hindustan Times*, June 22, 1946.

34- روزنامہ پربھارت، 6 جولائی 1946ء-

35- P.N,Bazaz, , ***op. cit.***, pp. 263-64.

36- ہفتہ وار اصلاح، سرینگر، 18 جولائی 1946ء-

37- P.N.Bazaz, ***op. cit.***, p.262.

38- بیان کے مکمل متن کے لئے ملاحظہ ہو، *The Tribune*, Lahore, August 7, 1946

39- ہفتہ وار اصلاح، 26 ستمبر 1946ء، P.N.Bazaz, , ***op.cit.***,

40- تقریر قائد ایوان، کشمیر اسمبلی بحوالہ روزنامہ انقلاب لاہور،ص 259- 9 اپریل 1947ء-

41- چراغ حسن حسرت، کشمیر، لاہور، 1946، ص 200-201-

42- *The Statesman*, May 31, 1946.

43- *The Hindustan Times*, June 6, 1946.

44- قرار دادوں کے مکمل متن کے لئے ملاحظہ ہو، روزنامہ نوائے وقت، لاہور- 14 جون 1946ء-

45- *The Amrit Bazar Patrika*, Calcutta, June 23, 1946; *The Hindustan Times*, June 22, 1946.

46- ایضاً-

47- ایضاً-

48- ایضاً-

49- ایضاً-